تذکرۂ انبیاء

علیہم السلام

از

مولٰینا سید ابوالاعلیٰ مودودی مغفور

باب اوّل ——— قصۂ آدم علیہ السلام

(قسط ۳)

فصل ۵

قرآن میں قصۂ آدمؑ

پیدائشِ آدمؑ

قرآن مجید میں آدمؑ کی پیدائش اور نوعِ انسان کی ابتدا کا یہ قصہ سات مقامات پر آیا ہے، جن میں سے پہلا مقام بقرہ میں ہے اور باقی مقامات حسبِ ذیل ہیں: الاعراف، رکوع ۲ - الحجر، رکوع ۳ - بنی اسرائیل، رکوع ۷ - الکہف، رکوع ۷ - طٰہٰ، رکوع ۷ - ص، رکوع ۵ - بائبل کی کتاب پیدائش، باب اوّل، دوم اور سوم میں بھی یہ قصہ بیان ہوا ہے۔ لیکن دونوں کا مقابلہ کرنے سے ہر صاحبِ نظر انسان محسوس کر سکتا ہے کہ دونوں کتابوں میں کیا فرق ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ
خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ
مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا
سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ
فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ
الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝

پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمہارے رب نے
فرشتوں سے کہا کہ "میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے
گارے سے ایک بشرؑ پیدا کر رہا ہوں۔ جب میں
اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے
کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے
میں گر جانا۔" چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا

لہ بشر کے لغوی معنی ہیں۔ جسمِ کثیف جس کی ظاہری سطح کسی دوسری چیز سے ڈھکی ہوئی نہ ہو۔ انسان کی تخلیق کے بعد یہ لفظ انسان ہی کے لیے استعمال ہونے لگا ہے۔ لیکن تخلیق سے پہلے اس کا ذکر لفظ بشر سے کرنے اور اس کو مٹی سے بنانے کا صاف مطلب یہ ہے کہ میں مٹی کا ایک پُتلا بنانے والا ہوں۔ جو بال و پر سے عاری ہوگا۔ یعنی جس کی جلد دوسرے حیوانات کی اُون یا صُوف یا بالوں اور پروں سے ڈھکی ہوئی نہ ہوگی۔

إِلَّآ إِبْلِيسَ ۚ أَبَىٰٓ أَن يَكُونَ مَعَ
السَّٰجِدِينَ ۝ قَالَ يَٰٓإِبْلِيسُ مَا
لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّٰجِدِينَ ۝
قَالَ لَمْ أَكُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ
خَلَقْتَهُۥ مِن صَلْصَٰلٍ مِّنْ حَمَإٍ
مَّسْنُونٍ ۝ قَالَ فَٱخْرُجْ مِنْهَا
فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ
اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ
رَبِّ فَأَنظِرْنِىٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝
قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝
إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝
قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِى
لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِى الْأَرْضِ وَ
لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا
عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝
قَالَ هَٰذَا صِرَٰطٌ عَلَىَّ
مُسْتَقِيمٌ ۝ إِنَّ عِبَادِى
لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَٰنٌ
إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝
وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ
أَجْمَعِينَ ۝

(الحجر۔ آیات ۳۱ تا ۴۳)

وَلَقَدْ خَلَقْنَٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَٰكُمْ

سوائے ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں ۔
ساتھ دینے سے انکار کردیا۔ رب نے پوچھا:
"اے ابلیس! تجھے کیا ہوا جو کہ تو نے سجدہ کرنے
والوں کا ساتھ نہ دیا؟" اس نے کہا میرا یہ کام نہیں
ہے کہ میں اس بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے سڑی
ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے پیدا کیا ہے۔
رب نے فرمایا "اچھا تو نکل جا یہاں سے، کیونکہ
تو مردود ہے اور اب روزِ جزا تک تجھ پر لعنت
ہے"۔ اس نے عرض کیا، میرے رب یہ بات
ہے تو پھر مجھے اس روز تک کے لیے مہلت
دے جبکہ سب انسان دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔
فرمایا "اچھا تجھے مہلت ہے اس دن تک جس
کا وقت ہمیں معلوم ہے"۔ وہ بولا، "میرے رب،
جیسا تو نے مجھے بہکایا، اسی طرح اب میں ان
کے لیے دلفریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکا
دوں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں
تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو۔ فرمایا یہ راستہ
ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔ بے شک
یہ میرے حقیقی بندے ہیں۔ ان پر تیرا بس نہ
چلے گا۔ تیرا بس تو صرف ان بہکے ہوئے لوگوں
پر ہی چلے گا جو تیری پیروی کریں گے اور
ان سب کے لیے جہنم کی وعید ہے"۔

"ہم نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کی" پھر تمہاری

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ
لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۔
قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ
اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ
مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ
خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۔ قَالَ فَاهْبِطْ
مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ
فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ
قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔
قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۔
قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ
لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔
ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
وَعَنْ شَمَاۗىِٕلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ
اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۔ قَالَ اخْرُجْ
مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ
تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ
مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۔ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ
اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ
حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ
الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

صورت بنائی، پھر فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو۔
اس حکم پر سب نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس سجدہ کرنے
والوں میں شامل نہ ہوا۔ پوچھا "تجھے کس چیز نے
سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا؟"
بولا "میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے
پیدا کیا اور اسے مٹی سے۔" فرمایا "اچھا! تو یہاں سے
نیچے اتر تجھے حق نہیں ہے کہ یہاں بڑائی کا گھمنڈ
کرے۔ نکل جا کہ درحقیقت تو ان لوگوں میں سے
ہے جو خود اپنی ذلت چاہتے ہیں۔ بولا مجھے اس
دن تک مہلت دے، جب کہ یہ سب دوبارہ
اٹھائے جائیں گے۔" فرمایا "تجھے مہلت ہے۔ بولا
" تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے۔ میں بھی
اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات
میں لگا رہوں گا۔ آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں،
ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور تو ان میں اکثر
کو شکرگزار نہ پائے گا۔" فرمایا "نکل جا یہاں سے۔
ذلیل اور ٹھکرایا ہوا۔ یقین رکھ کہ ان میں سے
جو تیری پیروی کریں گے، ان سے اور تجھ سے
جہنم کو بھر دوں گا۔" اور اے آدم! تو اور تیری
بیوی دونوں اس جنت میں رہو، جہاں جس چیز
کو تمہارا جی چاہے کھاؤ، مگر اس درخت کے
پاس نہ پھٹکنا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔"
پھر شیطان نے ان کو بہکایا۔ تاکہ ان کی شرمگاہیں

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا
مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ
مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ
اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا
مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ
لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا
بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ
لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ
عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا
رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ
وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا
عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

(الاعراف آیات ۲۰ تا ۲۲)

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ
تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ
الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف - آیت ۲۳)

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ
وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ
اِلٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ
فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝

(الاعراف - آیات ۲۴ - ۲۵)

جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھول دے۔ اس نے ان سے کہا "تمھارے رب نے تمھیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمھیں ہمیشہ کی زندگی حاصل نہ ہو جائے" اور اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمھارا سچا خیرخواہ ہوں۔ اس طرح دھوکا دے کر وہ ان دونوں کو رفتہ رفتہ اپنے ڈھب پر لے آیا۔ آخر کار جب انھوں نے اس درخت کا مزہ چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے۔ تب ان کے رب نے انھیں پکارا "کیا میں نے تمھیں اس درخت سے نہ روکا تھا اور نہ کہا تھا کہ شیطان تمھارا کھلا دشمن ہے"۔

دونوں بول اٹھے "اے رب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے"۔

فرمایا "اتر جاؤ نیچے، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمھارے لیے ایک خاص مدت تک زمین ہی میں جائے قرار اور سامانِ زیست ہے"۔ اور فرمایا "وہیں تم کو جینا اور وہیں مرنا ہے اور اسی میں سے تم کو آخر کار نکالا جائے گا"۔

فصل ۶

حضرت حوّا

حضرت آدمؑ سے اُن کے جوڑے کی تخلیق

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً (النساء - آیت ۱)

لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد اور عورت دنیا میں پھیلائے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین کرائی کہ تمام انسان ایک اصل سے ہیں اور ایک دوسرے کا خون اور گوشت پوست ہیں۔

"تم کو ایک جان سے پیدا کیا" یعنی نوعِ انسانی کی تخلیق ابتداءً ایک فرد سے کی۔ دوسری جگہ قرآن خود اس کی تشریح کرتا ہے کہ وہ پہلا انسان آدم تھا جس سے دنیا میں نسلِ انسانی پھیلی۔

" اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا " اس کی تفصیلی کیفیت ہمارے علم میں نہیں ہے۔ عام طور پر جو بات اہلِ تفسیر بیان کرتے ہیں اور جو بائیبل میں بھی بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آدمؑ کی پسلی سے حوّا کو پیدا کیا گیا (تلمود میں اور زیادہ تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت حوّا کو حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں جانب کی تیرھویں پسلی سے پیدا کیا گیا تھا) لیکن کتاب اللہ اس بارے میں خاموش ہے۔ اور جو حدیث اس کی تائید میں پیش کی جاتی ہے اس کا مفہوم وہ نہیں ہے جو لوگوں نے سمجھا ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ بات کو اسی طرح مجمل رہنے دیا جائے جس طرح اللہ نے اسے مجمل رکھا ہے اور اس کی تفصیلی کیفیت متعین کرنے میں وقت نہ ضائع کیا جائے۔

پسلی سے پیدا ہونے کا غلط تصوّر

قرآن مجید میں کسی جگہ بھی یہ تصریح نہیں ہے کہ حضرت حوّا کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا گیا

تھا۔ زیادہ سے زیادہ اس خیال کی تائید میں جو چیز پیش کی جا سکتی ہے وہ قرآن کا یہ ارشاد ہے کہ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (النساء) اور جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا (الاعراف) لیکن ان دونوں میں مِنْهَا کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ "اسی نفس سے اس کا جوڑا بنایا" اور یہ بھی کہ "اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا"۔ ان دونوں آیتوں سے کسی معنی کو بھی ترجیح دینے کے لیے کوئی دلیل قرآن کی ان آیتوں میں نہیں ہے بلکہ قرآن کی بعض دوسری آیتیں تو دوسرے معنی کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً سورۂ روم میں فرمایا (وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (آیت ۲۱) اور سورۂ شوریٰ میں فرمایا جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (آیت ۱۱) یہی مضمون سورہ نحل آیت ۷۲ میں آیا کہ ان تینوں آیتوں میں مِنْ اَنْفُسِكُمْ کے معنی مِنْ جِنْسِكُمْ ہی لیے جائیں گے نہ یہ کہ تمام انسانوں کی بیویاں ان کی پسلیوں سے پیدا ہوئی ہیں۔ اب اگر پہلے معنی کو ترجیح دینے کے لیے کوئی بنیاد مل سکتی ہے تو وہ حضرت ابوہریرہؓ کی وہ روایات ہیں جو بخاری و مسلم نے نقل کی ہیں مگر ان کے الفاظ میں اختلاف ہے، ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں۔

المرأۃ کالضلع ان اقمتها	عورت پسلی کی مانند ہے۔ اگر تو اسے سیدھا
کسرتها وان استمتعت	کرے گا تو توڑ دے گا اور اگر اس سے فائدہ
بها استمتعت بها وفيها	اٹھائے گا تو اس کے اندر کجی باقی رہتے ہوئے
عوج۔	فائدہ اٹھا سکے گا۔

اور دوسری روایت میں انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں "عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اور اس کا سب سے ٹیڑھا حصہ بالائی حصہ ہوتا ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کو توڑ دے گا اور اگر چھوڑ دے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ لہٰذا عورتوں کے معاملہ میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو"۔ ان دونوں حدیثوں میں سے پہلی حدیث تو عورت کو پسلی سے محض تشبیہ دے رہی ہے۔ اس میں یہ سرے سے ذکر ہی نہیں ہے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ البتہ دوسری حدیث میں پسلی سے پیدائش کی تصریح ہے۔ لیکن یہ امر قابلِ غور ہے کہ اس میں حضرت حوا یا پہلی عورت یا ایک عورت کی نہیں بلکہ تمام عورتوں کی پیدائش پسلی ہی سے بیان کی گئی ہے۔ کیا فی الواقع دنیا کی تمام عورتیں پسلیوں ہی سے پیدا ہوتی ہیں؟ اگر یہ بات نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ نہیں ہے

تو انا پڑے گا کہ یہاں خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ کے الفاظ اس معنی میں نہیں ہیں کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی یا بنائی گئی ہے بلکہ اس معنی میں ہیں کہ ان کی ساخت میں پسلی کی سی کجی ہے۔ اس کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔ اس کے معنی بھی یہ نہیں ہیں کہ انسان جلدبازی سے پیدا کیا گیا ہے، بلکہ یہ ہے کہ انسان کی سرشت میں جلدبازی ہے۔ اس تشریح سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش کا خیال قرآن ہی میں نہیں حدیث میں بھی کسی مضبوط دلیل پر مبنی نہیں ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ بنی اسرائیل سے یہ روایت نقل ہو کر مسلمانوں میں شائع ہوئی ہے اور بڑے بڑے لوگوں نے نہ صرف اسے قبول کیا بلکہ اپنی کتابوں میں ثبت کر دیا۔ مگر کیا یہ صحیح ہے کہ اللہ اور رسول کی سند کے بغیر محض بڑے لوگوں کے اقوال کی بنا پر اسے ایک اسلامی عقیدہ ٹھہرا دیا جائے اور جو کوئی اس پر ایمان نہ لائے اسے گمراہ قرار دیا جائے؟

ایک اور غلط فہمی

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا ج فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ج فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ہ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَکَآءَ فِیْمَآ اٰتٰهُمَا ج فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ہ اَیُشْرِکُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ۔ (الاعراف۔ آیات ۱۸۹۔ ۱۹۱)	وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا، تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔ پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو اسے خفیف سا حمل رہ گیا جسے لیے لیے وہ چلی پھرتی رہی۔ پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو دونوں نے مل کر اللہ اپنے رب سے دعا کی "کہ اگر تو نے ہم کو اچھا سا بچہ دیا تو ہم تیرے شکرگزار ہوں گے"۔ مگر جب اللہ نے ان کو صحیح و سالم بچہ دیا تو وہ اس کی بخشش و عنایت میں دوسروں کو اس کا شریک ٹھہرانے لگے۔ اللہ بہت بلند و برتر ہے ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

اس تقریر کے سمجھنے میں ایک بڑی غلط فہمی واقع ہوئی ہے جسے ضعیف روایات نے اور زیادہ تقویت پہنچائی۔ چونکہ آغاز میں نوعِ انسانی کی پیدائش ایک جان سے ہونے کا ذکر آیا ہے۔ جس سے مراد حضرت آدمؑ

ہیں۔ اور پھر فوراً ہی ایک مرد اور ایک عورت کا ذکر شروع ہو گیا ہے۔ جنھوں نے پہلے تو اللہ سے صحیح و سالم بچے کی پیدائش کے لیے دعا کی، اور جب بچہ پیدا ہو گیا تو اللہ کی بخشش میں دوسروں کو شریک ٹھہرا لیا۔ اس لیے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ شرک کرنے والے ضرور حضرت آدمؑ و حوا ہی ہوں گے۔ اس غلط فہمی پر روایات کا ایک خول چڑھ گیا اور ایک پورا قصہ تصنیف کر دیا گیا کہ حضرت حوا کے بچے پیدا ہو ہو کر مر جاتے تھے آخر کار ایک بچے کی پیدائش کے موقع پر شیطان نے ان کو بہکا کر اس بات پر آمادہ کر دیا کہ اس کا نام عبدالحارث (بندۂ شیطان) رکھ دیں۔ غضب یہ ہے کہ ان روایات میں سے بعض کی سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی پہنچا دی گئی ہے لیکن درحقیقت یہ تمام روایات غلط ہیں۔ اور قرآن کی عبارت بھی ان کی تائید نہیں کرتی۔ قرآن جو کچھ کہہ رہا ہے وہ صرف یہ ہے کہ نوعِ انسانی کا پہلا جوڑا جس سے آفرینش کی ابتدا ہوئی۔ اس کا خالق بھی اللہ ہی تھا کوئی دوسرا اس کارِ تخلیق میں شریک نہ تھا۔ اور پھر ہر مرد و عورت کے ملاپ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اس کا خالق بھی اللہ ہی ہے جس کا اقرار تم سب لوگوں کے دلوں میں موجود ہے۔ چنانچہ اسی اقرار کی بدولت تم امید و بیم کی حالت میں جب دعا مانگتے ہو تو اللہ ہی سے مانگتے ہو لیکن جب اُمیدیں پوری ہو جاتی ہیں تو تمھیں شرک کی سوجھتی ہے۔ اس تقریر میں کسی خاص مرد اور خاص عورت کا ذکر نہیں ہے بلکہ مشرکین میں سے ہر مرد اور ہر عورت کا حال بیان کیا گیا ہے۔

بائبل کا بیان

اس موقع پر یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہو گی کہ آدم و حوا کا قصہ جس طرح بائبل میں بیان ہوا ہے اسے بھی ایک نظر دیکھ لیا جائے۔ بائبل کا بیان ہے کہ خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا۔ اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہوا اور خداوند خدا نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا۔ اور انسان کو جسے اس نے بنایا تھا وہاں رکھا اور باغ کے بیچ میں حیات کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی لگایا۔ اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے۔ لیکن نیک و بد کی پہچان کا درخت کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا تو مرا اور خداوند خدا اس پسلی سے جو اس نے آدم سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر اسے آدم کے پاس لایا اور آدم اور اس کی بیوی دونوں ننگے تھے اور شرماتے نہ تھے۔ اور سانپ کل دشتی جانوروں میں سے جن کو خداوند خدا نے بنایا تھا، چالاک تھا۔ اور اس نے عورت سے کہا کہ کیا واقعی خدا نے کہا ہے کہ باغ کے کسی درخت کا پھل تم نہ کھانا؟ سانپ